THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, the February 13, 2025
(346th Session)
Volume II, No. 01
(Nos. 01-05)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume II SP.II(01)/2025
No. 01 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Fateha 2
3. Panel of Presiding Officers 2
4. Point of Public Importance raised by Senator Hidayatullah Khan regarding delay in granting of NOC by the district administration of Rawalpindi to Awami National Party for organizing a public meeting at Liaqat Bagh 4
5. Motion under Rules 263 moved for dispensation of rules 7
6. Presentation of report of the, Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The Pakistan Integrity in Public Life Bill, 2024] 8
7. Presentation of report on of the, Standing Committee on Interior on [The Prevention of Smuggling of Migrants (Amendment) Bill, 2025] 8
8. Presentation of report of the, Standing Committee on Interior on [The Prevention of Trafficking in Persons (Amendment) Bill, 2025] 9
9. Presentation of report of the, Standing Committee on Interior on [The Emigration (Amendment) Bill, 2025] 9
10. Presentation of report of the, Committee on Rules of Procedure and Privileges, on a Privilege Motion against Secretary, Primary Health, Government of Punjab 10
11. Introduction of [The Biological and Toxin Weapons Convention (Implementation) Bill, 2025] 11
12. Withdrawal of [The Supreme Court (Practice and Procedure) (Amendment)Bill, 2024] 11
13. Calling Attention Notice moved by Senator Mohsin Aziz regarding the suspension of gas supply to captive industrial units in the Country 12
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice.........17
14. Points of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding i) meeting of IMF with Chief justice of Supreme Court; and ii) road closures due to protests in Balochistan.. 22
    - Senator Syed Shibli Faraz...25
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justic.........33

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Thursday, the February 13, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty five minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَآ اٰيَةَ

النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ

وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ

عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ

كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ؕ

ترجمہ: اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے۔ رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے۔ اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل: آیات ۱۲ تا ۱۴)

Fateha

جناب ڈپٹی چیئرمین: السلام علیکم۔ دوست محمد صاحب! پرنس کریم آغا خان کے لیے دعائے مغفرت کیجیے۔

(اس موقع پر پرنس کریم آغا خان کے ایصال ثواب کے لیے دعائے مغفرت کی گئی)

سینیٹر دوست محمد خان: اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اس دن ہم نے جب ان کا جنازہ دیکھا تو وہ اتنا روح پرور تھا کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے جس طریقے سے آغا صاحب کو رخصت کیا جارہا تھا۔ خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت میں جگہ دے۔ وہ پاکستان کے ایک اچھے دوست تھے۔ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ان کے والد نے بہت بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اللہ پاک سے ہم دعا کرتے ہیں کہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

Panel of Presiding Officers

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ ابھی ہم آرڈر نمبر ایک لیتے ہیں۔ قاعدہ ۱۴ کے تحت یہ پریذائیڈنگ افسران کا پینل ہے۔ پہلے پینل پر تھوڑی سی بات کر لیں۔

Panel of Presiding Officers

میں قواعد و ضوابط و انصرام کارروائی سینیٹ 2012 کے قاعدہ 14 کے ذیلی قاعدہ (1) کے پیرائے میں سینیٹ آف پاکستان کی 346 ویں اجلاس کی کارروائی کے لئے ترجیحی ترتیب سے حسب ذیل اراکین کو پریذائیڈنگ آفیسرز کے طور پر نامزد کرتا ہوں:

1. سینیٹر شیری رحمان۔
2. سینیٹر عرفان الحق صدیقی۔
3. سینیٹر منظور احمد۔

سینیٹر محسن عزیز صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ابھی ہماری Business Advisory Committee meeting ہوئی ہے۔ اگر اس میں یہ ساری باتیں ہو جاتیں تو بہتر ہوتا۔ جی سینیٹر محسن عزیز۔

سینیٹر محسن عزیز: خیبر پختونخوا میں ابھی تک سینیٹ کے الیکشن نہیں ہوئے ہیں۔ صوبے سے تعلق رکھنے والی ایک پارٹی کو مسلسل نظرانداز کیا جارہاہے۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کیا صوبہ

خیبر پختونخوا سے ایک سینیٹر بھی اتنا قابل نہیں کہ ان کا نام Panel of Presiding Officers میں آسکے اور وہ اس کرسی پر بیٹھ سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری سیکرٹریٹ کو یہ ہدایت ہے کہ آئندہ اجلاسوں کے لئے سینیٹر محسن عزیز کی پارٹی سے تعلق رکھنے والے سینیٹر صاحبان کے نام Panel of Presiding Officers میں شامل کیے جائیں۔ جی سینیٹر سرمد علی۔

سینیٹر سرمد علی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ ہم ایوان کی طرف سے ترکیہ کے صدر رجب طیب اردوگان کو پاکستان آنے پر خوش آمدید کہیں اور یہ توقع کریں کہ ان کے آنے سے پاکستان ترکیہ تعلقات مزید مضبوط ہوں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم ایوان کی طرف سے ان کے آنے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی ہم business کی طرف آتے ہیں۔ جی سینیٹر شبلی فراز صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): شکریہ، جناب چیئرمین! ہماری آج Business Advisory Committee میں بات ہوئی اور ہمارا سوال یہی تھا کہ کم از کم Minister for Parliamentary Affairs کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے تھا کہ وہ سوالات کا جواب دیں۔ ابھی ہمیں جو نظر آرہا ہے کہ حکومت کا کوئی بھی وزیر ایوان میں موجود نہیں ہے اور آپ کل کے لئے وقفہ سوالات کو defer کر رہے ہیں۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ہمارے rules کے rule 120 میں ترمیم ہونی چاہیے۔ وہ اس issue سے تو کوئی تعلق نہیں رکھتا لیکن جب National Assembly سے بل پاس ہو کر سینیٹ آتے ہیں تو انہیں discuss کے بغیر یہ assume کیا جاتا ہے کہ چونکہ وہ وہاں سے پاس ہو کر آئے ہیں تو سینیٹ سے بھی پاس کیے جائیں۔ میری آپ سے اور سیکرٹریٹ سے یہ request ہو گی rule 120 میں amendment کر دی جائے جو میں آپ کے سامنے پیش کر دوں گا، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر ہدایت اللہ۔

Point of Public Importance raised by Senator Hidayatullah Khan regarding delay in granting of NOC by the district administration of Rawalpindi to Awami National Party for organizing a public meeting at Liaqat Bagh

سینیٹر ہدایت اللہ خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کی اور ایوان کی توجہ ایک ضروری بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ہم یعنی عوامی نیشنل پارٹی نے لیاقت باغ میں فخر افغان باچا خان بابا اور خان عبدالولی خان بابا کی برسی کے حوالے سے جلسے کرنے کے لئے باقاعدہ پندرہ دن پہلے درخواست دی تھی۔ وہ آج تک ہم سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آج کریں گے اور کل کریں گے اور میٹنگ ہو رہی ہے حالانکہ ہمارا کراچی میں جلسہ ہوا اور وہ پرامن ہوا۔ اس کے علاوہ پورے خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں بھی جلسے ہو رہے ہیں اور ہماری طرف سے کسی بھی جگہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔ ہم یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم پرامن رہیں گے کیونکہ ہم باچا خان کے پیروکار ہیں اور عدم تشدد کے لوگ ہیں۔ انہوں نے جس طرح زندگی گزاری ہے، ہم انہی کے مطابق گزاریں گے۔ ہمیں آج تک جلسے کے حوالے سے مشغول رکھا گیا ہے۔ ہم نے پہلے ہی جلسے کی جگہ کا انتخاب کیا تھا اور پوسٹر لگوائے تھے اور پورے پنجاب سے لوگ جلسے میں شامل ہونے کے لیے آ رہے ہیں۔ ہم نے انہیں کل دو بجے کا وقت دیا ہے۔ اگر ہمیں ابھی تک اجازت نہیں ملتی۔۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: Senator Jan Muhammad! Order in the House, please.

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب! میں اپنے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی پرزور اور شدید مذمت کرتا ہوں کیونکہ صوبائی حکومت کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ سینیٹر ایمل ولی خان نے بھی وفاقی حکومت کی اس طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی۔ میں Leader of the House, Minister for Interior, Senator Azam Nazeer Tarar اور دیگر ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ اسے دیکھیں کیونکہ ہم ہر قسم کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ ہم کوئی توڑ پھوڑ اور جھگڑا نہیں کریں گے۔ یہ ان لوگوں کی برسی ہے جو عدم تشدد پر یقین رکھتے تھے اور ہمیشہ عدم تشدد کی بات کی۔ میں آپ کے وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت ہمیں ابھی اجازت دے دیں اور اگر رات کے وقت دیں گے تو میرے خیال میں پھر لوگ نہیں آ سکیں گے اور پھر ہمیں اس کی

ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ یہ افواہ اڑائی گئی ہے کہ صوبائی حکومت نے اجازت نہیں دی ہے اور جلسہ منسوخ کر دیا ہے۔ آج صبح کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے ساتھ ہماری میٹنگ ہوئی جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکل سکا۔ میرے خیال میں اگر یہ ابھی ہو سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم باہر جا کر صرف پریس کانفرنس ہی کر سکتے ہیں ویسے بھی اب ہم نے ایوان میں اپنی آواز اٹھا دی ہے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر شبلی فراز صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! میں یہ عرض کر دوں کہ سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان کی پارٹی کو کراچی اور خیبر پختونخوا میں جلسہ کرنے کی اجازت مل گئی۔ ہم نے کئی بار جلسہ کرنے کی درخواست دی ہے اور ابھی بھی 8 فروری کے جلسے کے لئے درخواست دی تھی لیکن وہ نہیں لی جاتی ہیں۔ جیسے ابھی سینیٹر صاحب نے کہا کہ آخری وقت تک اجازت نہیں ملتی اور اس کی وجہ سے planning نہیں ہو سکتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی حکومت اس بات سے گھبراتی ہے کہ لوگ کوئی سیاسی activity کریں تو یہ بات ہماری پارٹی پالیسی کے خلاف ہے۔ میں انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں صوبائی حکومت سے بات کروں گا اور یہ بات confirm کروں گا۔ سیاسی جماعتوں کو موقع دینا چاہیے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی political threat ہے تو be open about that. پاکستان تحریک انصاف خیبر پختونخوا میں ایک بڑی جماعت ہے۔ ہم کسی سے نہیں گھبراتے کہ کوئی جلسہ کرے بلکہ ہم تو اس چیز کے victim ہیں۔ انہیں جلسہ کرنے کی بالکل اجازت ہونی چاہیے لیکن ابھی ہمارے colleague نے جو بات کی ہے، میں اس کی تفصیلات معلوم کروں گا کہ انہیں جلسہ کرنے کی کیوں اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ بحیثیت ایک democrat اور سیاسی ورکر کے، اگر یہی بات ہے تو میں ان کے ساتھ کھڑا ہوں۔ یہ خیبر پختونخوا میں ضرور جلسہ کریں اور ہم as a party and Government انہیں facilitate کریں گے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ بالکل جلسہ کریں اور ہزار دفعہ کریں۔ جتنی اور بھی political parties ہیں، خیبر پختونخوا ان کے لئے کھلا ہے اور ہم انہیں welcome کریں گے کہ وہ political activities کریں۔ اسی طرح ہمیں دوسرے صوبوں کی بھی بات کرنا چاہیے۔ جس طرح میں نے ان کے لیے آواز اٹھائی ہے، اسی طرح وہ ہمارے لیے بھی آواز اٹھائیں کیونکہ ہمیں پنجاب اور سندھ میں جلسہ کرنے کی

اجازت نہیں ملتی ہے۔ ذرا جمہوری سوچ کو support کریں اور ہم انہیں بالکل support کرتے ہیں لیکن یہ نہ ہو کہ وہ selective ہو، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان صاحب آپ نے اپنی بات کردی۔ ابھی سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب آرہے ہیں، وہ حکومت کی طرف سے جواب دیں گے۔ سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان صاحب کا مائیک کھولیں۔ جی بات کریں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب! ہم اپوزیشن لیڈر کی اور ان کی باتوں کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم جمہوری لوگ ہیں اور جمہوریت اور پارلیمنٹ پر یقین رکھتے ہیں اور چاہتے کہ ملک میں جمہوریت کا بول بالا ہو۔ جہاں بھی جو کوئی بغیر مطلب کے تشدد کرتا ہے، اسے رکوانا ضروری ہوتا ہے لیکن اگر کوئی آدمی عدم تشدد کے راستے پر چلتا ہے تو اسے روکنا ضروری ہوتا ہے لیکن کم از کم جو عدم تشدد کے راستے پر چلتے ہیں تو ان کو وقت ملنا چاہیے۔ ہم ان کے مشکور ہیں، ہم نے پورے صوبے میں جلسے کیے ہیں، کرک جیسے ضلع میں جہاں روز دہشت گردی کا خطرہ ہوتا ہے۔ ہم نے بنوں، دیر، سوات، شانگلہ، مردان اور بونیر میں جلسے کیے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حاجی صاحب! آپ کا point آگیا۔ اگر ابھی آپ نے دفتر یا سینیٹ کو آگاہ کرنا ہے۔ حکومت سے جواب لینا ہے یا اگر آپ نے یہیں سے تقریر شروع کرنی ہے۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: ہم یہی چاہتے ہیں کہ اگر ہم نے خیبر پختونخوا اور بلوچستان جیسے حالات میں جلسہ کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شیری رحمان صاحبہ۔ پھر ایک تحریک سلیم صاحب کی طرف سے آرہی ہے۔ جی۔

سینیٹر شیری رحمان: میں مختصراً یہی کہوں گی کہ عوامی نیشنل پارٹی والے اس وقت ہمارے اتحادی ہیں، ان کا جو بھی کہنا ہے، ان کی جو بھی گزارش ہے، مجھے یقین ہے کہ اگر وہ راولپنڈی میں جلسہ کرنا چاہتے ہیں، پرامن رہنا چاہتے ہیں اور اپنا جمہوری حق استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ یا تو مسلم لیگ (ن) والے ان کو بتادیں، I am sure یہ arrange ہوسکتا ہے، settle ہوسکتا ہے۔ اپنا جمہوری حق استعمال کرنا سب کا حق ہوتا ہے۔ ہم of course support کرتے ہیں۔ اگر

آپ پرامن رہیں تو کیوں نہیں۔ بالکل، بالکل .we support everybody صدیقی صاحب! آپ assurance دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سلیم صاحب کی تحریک بھی آئے گی۔ جی محترم عرفان الحق صدیقی صاحب۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بہت شکریہ، چیئرمین صاحب۔ میں نے ابھی شبلی فراز صاحب اور باقی احباب کی گفتگو سنی ہے۔ جہاں تک اے این پی کا ریکارڈ ہے، وہ بہت اچھا جمہوری ریکارڈ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کبھی جلاؤ گھیراؤ کی سیاست پر یقین نہیں رکھا۔ ان کے جلسے پرامن ہوتے ہیں۔ وہ کسی کے لیے خطرہ بھی نہیں بنتے۔ مجھے تو لیاقت باغ کا ایک جلسہ یاد ہے اے این پی کے کئی شہداء تھے اور وہ بڑے پرامن طریقے سے ان کی لاشیں اٹھا کر چلے گئے۔ میں اپنے گروپ پر کل یہ discussion دیکھ رہا تھا۔ میں یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے جو معاملات ہوتے ہیں، مثال کے طور پر مجھے یا کسی اور کو خیبر پختونخوا کی حکومت سے کوئی گلہ شکوہ ہوتا ہے تو اگر ہم اپنے groups میں بحث مباحثہ شروع کر دیں گے تو اس پر مشکلات آتی ہیں۔ جہاں تک ان کے مطالبے کا تعلق ہے، میں بالکل اس کی تائید کرتا ہوں، کسی صوبے کو چاہے وہ پنجاب ہے، چاہے وہ کوئی صوبہ ہے، ہر جماعت کو ایک پرامن احتجاج کا حق حاصل ہے۔ اگر اے این پی وہاں جلسہ کرنا چاہتی ہے، میں یہاں سے نکل کر وزیراعلیٰ سے براہ راست بھی بات کرتا ہوں۔ میں ان کے اس مطالبے کی تائید کرتا ہوں اور اپوزیشن کے جو concerns ہیں، میں ان میں ان کے ساتھ شامل ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سلیم صاحب! آپ کوئی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں؟ جی۔

Motion under Rules 263 moved for dispensation of rules

Senator Saleem Mandviwalla: Motion under Rule 263. It is hereby moved under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 41 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with for today's sitting of the Senate.

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے۔ ایک تو ہماری Advisory Committee میں بھی طے ہوا اور شبلی صاحب نے بھی کہا کہ آج کے سوالات ان شاءاللہ صبح یعنی جمعے والے دن لیں گے۔

Order No. 3. Senator Rana Mahmood ul Hassan, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat, please move Order No. 3. On his behalf Senator Saleem Mandviwalla, please move Order No. 3.

Presentation of report of the, Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The Pakistan Integrity in Public Life Bill, 2024]

Senator Saleem Mandviwalla: On behalf of Senator Rana Mahmood ul Hassan, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat, I present report of the Committee on [The Pakistan Integrity in Public Life Bill, 2024], introduced by Senator Sania Nishtar on 4th March, 2024.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

Order No. 4. Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior, please move Order No. 4. On his behalf Senator Samina Mumtaz Zehri Sahiba, please move Order No. 4.

Presentation of report on of the, Standing Committee on Interior on [The Prevention of Smuggling of Migrants (Amendment) Bill, 2025]

Senator Samina Mumtaz Zehri: On behalf of Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior, I present report of the Committee on a Bill further to amend the Prevention of

Smuggling of Migrants Act, 2018 [The Prevention of Smuggling of Migrants (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

Order No. 5. Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior, please move Order No. 5. On his behalf Senator Samina Mumtaz Zehri Sahiba, please move Order No. 5.

Presentation of report of the, Standing Committee on Interior on [The Prevention of Trafficking in Persons (Amendment) Bill, 2025]

Senator Samina Mumtaz Zehri: On behalf of Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior, I present report of the Committee on a Bill further to amend the Prevention of Trafficking in Persons Act, 2018 [The Prevention of Trafficking in Persons (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

Order No. 6. Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior, please move Order No. 6. On his behalf Senator Samina Mumtaz Zehri Sahiba, please move Order No. 6.

Presentation of report of the, Standing Committee on Interior on [The Emigration (Amendment) Bill, 2025]

Senator Samina Mumtaz Zehri: On behalf of Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior, I present report of the Committee on a Bill further to amend the Emigration Ordinance, 1979 [The Emigration (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ شکریہ۔

Order No. 7. Senator Taj Haider, Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, please move Order No. 7. On his behalf Senator Palwasha Mohammad Zai Khan, please move Order No. 7.

<u>Presentation of report of the, Committee on Rules of Procedure and Privileges, on a Privilege Motion against Secretary, Primary Health, Government of Punjab</u>

Senator Palwasha Mohammad Zai Khan: Thank you Mr. Chairman. On behalf of Senator Taj Haider, Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, I present report of the Committee on a Privilege Motion moved by Senator Muhammad Tallal Badar against Secretary, Primary Health, Government of Punjab.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: معاملات تو rules کے مطابق دیکھنے ہیں۔ میڈم بڑی senior parliamentarian ہیں۔ جی میڈم انوشہ صاحبہ۔ کیونکہ rules میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، ابھی تک ان کی resignation accept نہیں ہوئی ہے، منظور نہیں ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم آرڈر نمبر ۸ پر آ جائیں، یہ ایوان گیلری میں موجود این جی او گروپ کے 35 اراکین کو House of the Federation میں خوش آمدید کہتا ہے۔

(At this stage, the House recognized the presence of 35 Members of NGO Group)

جناب ڈپٹی چیئرمین: دوست محمد صاحب! ہم نے تو آپ سے اسی لیے دعا کرائی کہ آپ۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آخر میں، آخر میں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آخر میں، آخر میں جی آرڈر نمبر ۸، جو معاملات آپ اٹھا رہے ہیں، اس میں Office اور Chair کی طرف سے ہدایات ہیں کہ Leader of the House

آپس میں بیٹھ کر یہ تمام معاملات حل کریں۔and Leader of the Opposition
آرڈر نمبر ۸، سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب وزیر برائے خارجہ امور آرڈر نمبر ۸ پیش کریں، کیونکہ حکومت کی طرف سے کوئی منسٹر موجود نہیں ہے تو آرڈر نمبر۸ مؤخر کیا جاتا ہے۔ Order in the House Humayun Sahib, آرڈر نمبر ۸ سینیٹر محمد اسحاق ڈار وزیر برائے خارجہ امور آرڈر نمبر۸ پیش کریں چونکہ وہ موجود نہیں ہیں اس لیے سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب ان کی جگہ آرڈر نمبر ۸ پیش کریں۔

Introduction of [The Biological and Toxin Weapons Convention (Implementation) Bill, 2025]

Senator Azam Nazeer Tarar: I, on the behalf of Minister for Foreign Affairs, move that the Bill to give effect to the Convention on the Prohibition of the Development, Production and Stockpiling of Bacteriological (Biological) and Toxin Weapons and on their Destruction, 1972 [The Biological and Toxin Weapons Convention (Implementation) Bill, 2025], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر اس Bill کی کہیں سے مخالفت ہے تو بتا دیں؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! اسے قائمہ کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ Bill متعلقہ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ ہم نے آپ کی خواہشات کے مطابق متعلقہ کمیٹی کو بھیج دیا ہے۔ جی، آرڈر نمبر ۱۰، سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب وزیر برائے قانون وانصاف اور پارلیمانی امور، برائے مہربانی آرڈر نمبر ۱۰ پیش کریں۔

Withdrawal of [The Supreme Court (Practice and Procedure) (Amendment)Bill, 2024]

Senator Azam Nazeer Tarar: I, seek leave of the House to withdraw the Bill to amend the Supreme Court (Practice and Procedure) Act, 2023 [The Supreme Court

(Practice and Procedure) (Amendment) Bill, 2024], as introduced in the Senate on 1st November, 2024.

جناب ! یہ پاس ہو گیا تھا تو اس لیے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور Bill واپس لینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب وزیر برائے قانون وانصاف آرڈر نمبر ۱۱ پیش کریں۔

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to withdraw the Bill to amend the Supreme Court (Practice and Procedure) Act, 2023[The Supreme Court (Practice and Procedure) (Amendment) Bill, 2024].

جناب ڈپٹی چیئرمین: Bill واپس لیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر 12 توجہ دلاؤ نوٹس، سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

Calling Attention Notice moved by Senator Mohsin Aziz regarding the suspension of gas supply to captive industrial units in the Country

سینیٹر محسن عزیز: جناب ! یہ ایک بڑا important matter ہے اور میں سمجھتا تھا کہ ان کے متعلقہ وزیر اگر یہاں تشریف فرما ہوتے تو بہتر ہوتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس وقت وزیر پیٹرولیم کے پاس Water Resources کا قلمدان بھی ہے تو وہ London میں Indus Water Treaty کی Indian Objections meeting تھی، اس میں شریک ہونے گئے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو Session نے دو ہفتے چلنا ہے۔ ان کی آمد پر، ان کی موجودگی میں کرلیں، میرے پاس brief ہے۔ I can reply to that but it is for the mover to decide تو اگر defer کرواتے ہیں تو مصدق ملک صاحب خود reply کریں گے تو اس پر بہتر discussion ہو جائے گی۔ It is up to the mover.

سینیٹر محسن عزیز: بات یہ ہے کہ پہلے بھی میرے دو تین notices آئے تھے وہ defer ہو گئے اور کہیں غائب بھی ہو گئے۔ آپ معزز آدمی ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ ان شاءاللہ مناسب جواب دیں گے۔ لیکن خالی پڑھ کے جواب نہ دیں، ذرا دل سے جواب دیں تو میں مشکور ہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: براہ مہربانی اعظم نذیر صاحب، محسن عزیز آپ بات کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: ہر حکومت کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ employment create کرے، ہر حکومت کی یہ خواہش ہونی چاہیے کہ وہ inflation کو کم کرے، وہ روزگار کے مواقع پیدا کرے، ایک منٹ جی۔

Mr. Deputy Chairman: Order in the House, Nasir Butt Sahib please.

سینیٹر محسن عزیز: Ensuring the continuity of policies میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی ترجیحات میں شامل ہوتا ہے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سرمد صاحب آپ اپنی seat پر جائیں تاکہ آپ بات کر سکیں۔

سینیٹر محسن عزیز: لیکن افسوس سے میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ترجیحات نہ جانے کون دے رہا ہے اور حکومت کی ترجیحات کہاں ہیں؟ ہم ہر روز یہاں سنتے ہیں کہ ہمارے بے بس کارکنان، ہمارے جوان جن کے پاس نوکریاں نہیں ہیں اور جو دربدر پھرنے کے بعد smugglers کے ہاتھ میں چلے جاتے ہیں اور کنٹیوں کی کشتیاں ڈوب جاتی ہیں۔ ہم ہر روز ان کے لیے یہاں پر افسردہ ہوتے ہیں، ہر روز یہاں پر ان کی بات کرتے ہیں لیکن اس کے سد باب کا عمل نہ تو سوچا جارہا ہے نہ کیا جارہا ہے، بلکہ میں سمجھتا ہوں اس کے برعکس کیا جارہا ہے۔ اگر حکومت کے پاس اتنا اختیار نہیں ہے، اگر حکومت کے پاس negotiation کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں اس حکومت کو رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

ایک industrial connection ایک Captive Power connection حکومت کی پالیسی کے تحت لگایا گیا۔ حکومت نے لوگوں کو encourage کیا کہ بجلی کا شارٹ فال ہے اور شارٹ فال کی وجہ سے آپ Captive Power لگالیں۔ یہ آج سے زیادہ نہیں 15 سال پہلے کی بات تھی، تقریباً 15، 16 سال پہلے اس کو encourage کیا گیا کہ

Captive Power لگائے جائیں تاکہ جو بجلی کی fluctuation ہوتی ہے، اس کی وجہ سے جو industrial loss ہوتا ہے، اس کی وجہ سے جو production نہیں ہوتی ہے، اس کی وجہ سے جو employment نہیں ہوتی ہے وہ لگائے جائیں۔ ہاں اس کے کچھ مدت بعد پیپلز پارٹی کی حکومت آئی، انہوں نے یہ سوچا کہ یہ جو Captive Power کے Plant ہیں ان کی efficiency کچھ بہتر نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان plants کی efficacy جو ہے وہ 40% پر ہے، اس کو کم از کم 45% کیا جائے۔ اس کو کرنے کے لیے، حکومت کی پالیسی کو adjust کرنے کے لیے، اس کو ماننے کے لیے لوگوں نے اپنے پرانے انجن جو تھے جو کہ سات آٹھ سال پہلے لگے تھے ان کی depreciation بھی ہے ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی، ان کو تبدیل کر دیا اور اس کے بعد connection لگے اور وہ جو انجن آئے وہ ایک ایک انجن بیس بیس کروڑ روپے کا آیا اور اس نے اپنی efficiencies بڑھائیں۔ وہ 45% to 48% efficiency تک چلے گئے۔

یہ بھی کہا گیا کہ co-generation, ہونی چاہیے۔ Co-generation کو بھی حکومت کی policy کے تحت fulfill کیا گیا۔ Co-generation کا مطلب ہے کہ آپ electricity بنانے کے بعد جو اس کی steam بن سکتی ہے، اس کی heat efficiency کو بڑھانے کے لیے آپ اس کا steam بھی بنائیں، وہ بھی کر لیا گیا۔ اس کے بعد اب 2023 سے تقریباً captive power 400% کی gas کی قیمت کو بڑھایا گیا۔ خیبر پختونخوا وہ صوبہ ہے جس کو کسی اور صوبے سے gas لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو LNG لینے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ پنجاب کو اپنی consumption کے لیے 85 to 90% LNG پر انحصار کرنا پڑتا ہے یا باقی صوبوں سے یعنی بلوچستان اور خیبر پختونخوا کی gas پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

جناب والا! یہ پاکستان ہے، پاکستان کی policies صرف پنجاب کے لیے نہیں بنی چاہیں، اس کی policies پورے پاکستان کے لیے بنی چاہیں۔ جب اس کی policy بنی تو اس کے بعد JIDC کا ایک problem آگیا، اس کے بعد کہا گیا کہ WACOG لگایا جائے گا، اس کے لیے لوگوں نے احتجاج کیا، WACOG کا مطلب weighted average cost of gas ہے۔ اس کے برعکس اب یہ کر دیا گیا کیوں کہ وہ نامناسب بات تھی لیکن اس کو کسی طریقے سے rig and roll کر کے ایسے بنا دیا گیا کہ اب captive power کی price تمام

صوبوں کے لیے برابر کر دی گئی۔ جو صوبے gas produce کرتے ہیں جن کو اس کا advantage ملنا چاہیے، ان سے advantage ایک stroke of pen سے چھین لیا گیا۔

تقریباً دس روز پہلے اس کی price کو دوبارہ بڑھا کر 3500 روپے کر دیا گیا۔ یہ 3500 plant روپے میں بند ہو جائیں گے اور بند ہو گئے ہیں۔ اس ملک میں سب سے بڑا employer agriculture ہے یا پھر textile industry ہے۔ سب سے زیادہ جو taxpayer industry میں ہے وہ textile ہے، سب سے بڑا employer وہ ہے، سب سے بڑی investment اس sector میں ہے۔ یہ sector پہلے ہی بند ہو چکا ہے، پہلے ہی اس میں un-employment generate کی جا چکی ہے۔

جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر IMF کی dictates تو تھیں لیکن کس نے اس کو negotiate کیا؟ ان کے ساتھ صحیح negotiate کیوں نہیں کیا گیا؟ میرے خیال سے petroleum minister صاحب ایک soft corner رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ جب گفتگو ہوئی ہے وہ ایک soft corner رکھتے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طریقے نہ صرف industry بند ہو جائے گی بلکہ un-employment create ہو گی لیکن میرے خیال سے شاید ان کا اتنا زور نہیں ہے یا cabinet میں ان کو سمجھنے والے لوگ نہیں ہیں جس کی وجہ سے یہ implement ہو گیا ہے۔

آپ اس بات کو سمجھیں، ایک طرف تو آپ اڑان پاکستان کی بات کرتے ہیں یہ تو خاکم بدہن، یہ تو قبرستان پاکستان کی بات ہو رہی ہے، اس پر کیوں نہیں توجہ دی جا رہی ہے؟ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی industry کے لیے ایک طرف تو labour cost ہوتی ہے دوسری طرف financial cost ہوتی ہے اور سب سے ضروری جو ہوتی ہے وہ services کی cost ہوتی ہے۔

آج captive plants کے لیے تقریباً 13 سے 14 dollar کی cost آ گئی ہے۔ ان کا قصور کیا ہے؟ آج اگر دیگر ممالک میں دیکھا جائے تو انہیں plant کی جو supply ہے، یعنی ان کو gas جو supply ہوتی ہے وہ چھ سے سات ڈالر میں ہوتی ہے۔ اس سے double price پر

یہاں پر کون سا plant چل سکتا ہے؟ اگر نہیں چلتا تو پھر اس plant کا کیا ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ جس آدمی نے، جس فیکٹری نے حکومت کی بات مانتے ہوئے آج سے صرف سات آٹھ سال پہلے بیس بیس کروڑ روپے ایک ایک plant پر، یعنی اگر دو MMCFD کا connection ہے تو اس کے تین انجن بدلے، یعنی 60 کروڑ روپے اُس نے اِس کے انجن پر لگائے۔ اس کا کیا قصور ہے یہ بتایا جائے۔

دوسری بات یہ بتائی جائے کہ اس میں stakeholders کو کہاں پر confidence میں لیا گیا؟ اس میں stakeholders سے کہاں پر بات کی گئی اور اگر بات نہیں کی گئی تو کیوں نہیں کی گئی۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ آیا ایک طرف ایک industry جو کہ gas کے connection لیتی ہے اور وہ پہلے steam بناتی ہے اور steam کے بعد وہ energy بناتی ہے یعنی وہ steam سے وہ power generate کرتی ہے۔ اس کو captive power میں نہیں شامل کیا جاتا جبکہ دوسری طرف ایک industry جو کہ gas دیتی ہے اور gas سے بجلی بناتی ہے اور بجلی بنانے کے بعد steam produce کرتی ہے اس کو captive power میں شامل کیا جاتا ہے۔ یہ کونسی عقل ہے، یہ کونسی سوچ ہے اور یہ کونسی سمجھ ہے جو کہ کسی کو بھی سمجھ نہیں آتی۔ اگر IMF نے کسی کے ساتھ کوئی۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی دس منٹ ہوگئے ہیں پھر آگے بھی معاملات کو چلانا ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب والا! بس میں ختم کرنے والا ہوں، دس منٹ ہونے والے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ کون سی سمجھ ہے جس کو ہمیں سمجھانے کے لیے یہاں پر آنا پڑے گا۔ میں صرف یہی بات بار بار کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھیں اس میں public hearings ہونی چاہیے تھیں۔ اس میں public hearings کے بعد stakeholders کو involve کرنا چاہیے تھا۔ اس میں یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ کس طریقے سے phaseout کیا جائے۔ اس میں دیکھنا چاہیے تھا کہ کون کون سی industry ہے جو efficient نہیں ہے۔ اس میں دیکھنا چاہیے تھا کہ کون کون سی industry co-generation نہیں کر رہی۔ So on and so far اس کے جوابات تو technical ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ تارڑ صاحب اس کا کوئی جواب دیں گے ورنہ میں آپ سے یہ request کروں گا کہ یہ بڑا important question ہے۔ اس کو کمیٹی کے حوالے

کیا جائے تاکہ اس پر thread bare discussion ہو سکے۔ نہ میں یہ opposition کی طرف سے بات کر رہا ہوں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی اس پر اتنی لمبی بات کرنے کے بعد تو کمیٹی میں نہیں بھیج سکتے۔ جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: سن تو لیں، ابھی بات تو ختم کرنے دیں۔ نہ تو میں اس میں opposition کی طرف سے بات کر رہا ہوں، نہ میں کسی ذاتی مفاد پر بات کر رہا ہوں لیکن میں صحیح بات اور دل کی بات کر رہا ہوں۔ میں یہاں پر یہ بات ملک کے مفاد میں کر رہا ہوں۔ صرف اور صرف ملک کے مفاد میں بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

<u>Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice</u>

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون و انصاف): شکریہ، جناب چیئرمین! محسن عزیز صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ میں پوری قوم کے لیے بات کر رہا ہوں، اس میں government or opposition نہیں ہے اور یقین مانیں جب policies بنتی ہیں، جب حکومت کے part پر کوئی actions ہوتے ہیں تو اس میں بھی یہ پوری تسلی کے بعد یہ دھیان رکھا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے جو متعلقہ صنعت ہے یا جو segment of people ہیں جو اس کی وجہ سے کسی حد تک متاثر ہو سکتے ہیں، ان کا پورا خیال رکھا جائے اور ایسی policies متعارف کروائی جائیں جو doable ہوں، جو ملکی مفاد میں ہوں۔

جیسے محسن عزیز صاحب نے خود captive power کے بارے میں بیان کیا کہ industry کو gas سے بجلی پیدا کرنے کی سہولت فراہم کی گئی اور وہ gas subsidized price پر دی گئی۔ اس کی reason, اس وقت ایک تو بجلی کی کمی تھی دوسرا بلا تعطل بجلی کیوں کہ ایک بار فیکٹری بند ہو کر دوبارہ چلتی ہے تو اس میں کئی نقصانات ہوتے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, Order in the House.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس میں کئی قسم کے نقصانات کا احتمال ہوتا تھا۔ یہ کچھ factors تھے جس کی وجہ سے یہ policy introduce کروائی گئی اور یہ کافی سالوں تک رہی ہے۔ یہ سوال کیا گیا کہ IMF کے ساتھ اس طرح کی بات کیوں کی گئی ہے؟ آپ سب کو معلوم ہے جب ہم اس طرف

بیٹھتے تھے اور آپ ادھر تھے۔ ملکی معاملات میں ظاہر ہے یا تو ہم independentlyاپنی economy کو run کر رہے ہوں تو صورتحال اور ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے IMF programme چل رہے ہیں، 2016 میں ایک موقع آیا تھا جب IMF programme کو خیر باد کہنے کا وقت آیا لیکن اس کے بعد جو سیاسی حالات بنے۔ اس کی وجہ سے ہمیں یہ دوبارہ قبول کرنا پڑا اور ان شرائط پر جو کہ قرض دینے والوں کی شرائط ہوتی ہیں۔ آپ جب bank سے loan لینے جاتے ہیں، پاکستان میں بھی جائیں تو مجھے کوئی ایسا loan بتادیں جس میں شرائط قرض لینے والے کی ہوتی ہیں؟ شرائط کا جو پرچہ ہے وہ ہمیشہ بینک ہی دیتا ہے اور یہی international marketکا بھی اصول ہے۔ بہر کیف اپنی autonomy کو، خود مختاری کو maintain کرتے ہوئے جو best financial discipline and governanceکے لیے ان کی طرف سے suggest کی گئی چیزوں کو جس حد تک قبول کیا جا سکتا تھا کہ deal ہو ختم نہ ہو، وہ کیا گیا اور اس میں پوری احتیاط رکھی گئی۔ Originally تو یہ تھا کہ اس کو ختم کر دیا جائے لیکن میں ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ جب حکومت نے IMFکے ساتھ ابھی renegotiate کیا تو انہوں نے اس کے خاتمے کو کچھ شرائط کے ساتھ convert کر دیا ہے کہ ختم نہیں کریں گے اور ترسیل جاری رہے گی۔

جناب والا! اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ SNGPLکے total 387 Captive Power Plants ہیں جو کہ سارے Punjab and KPK میں واقع ہیں، وہاں پر 157 mmcfd gas use ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ SSGC سندھ اور بلوچستان میں 200 mmcfdاستعمال ہوتی ہے اور ان 387 میں سے 157 کے لیے ہم LNGکی صورت میں import کرتے ہیں جس کے market rates ہماری مقامی گیس سے بہت زیادہ ہیں۔ اس کو برابر کرنے کے لیے پھر اس کی price capping کی جاتی ہے۔ اس basket کو درست کیا جاتا ہے۔

اب یہ کرنا کیوں پڑا؟ یہ اس لیے کرنا پڑا کہ بجلی کی فراوانی کی وجہ سے اور بجلی کے کم استعمال کی وجہ سے جو agreements ہیں، جب آپ کے پاس بجلی نہیں تھی اور ملک اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا، انیس انیس گھنٹے کی load shading تھی اور industry بند ہو رہی تھی تو

کو invite Investors کرکے جو power plants لگائے گئے، ظاہر ہے ان کا موقف یہ تھا کہ آپ پھر ہم سے بجلی خریدیں گے۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ کسی کا 02 billion dollar لگوا دیا اور اس کے بعد چھ مہینے بعد کہہ دیا کہ ہمیں اب بجلی کی ضرورت نہیں ہے تو بھائی صاحب آپ اٹھا کر لے جائیں۔ یہ sovereign guarantees میں نہیں ہوتا۔

With the passage of time, کچھ COVID کی وجہ سے اور کچھ اور factors کی وجہ سے کچھ growth نیچے آئی، کچھ اور factors ہوئے۔ آپ کی industrial growth کم ہوئیں اور آپ کی بجلی کی supply زیادہ تھی۔ تو اس میں تفاوت آنے کی وجہ سے capacity payment کا بوجھ بڑھا اور وہ capacity payment ہمارے consumer پر پڑی جس میں چھوٹے گھر میں بجلی استعمال کرنے والے سے لے کر سارے commercial and industrial sectors کو اس کی قیمت دینا پڑتی ہے۔ اسی وجہ سے ہماری بجلی مہنگی ہے۔ اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو rationalise کیا جائے اور کسی طرح سے اس کے گھاٹوں کو کم کیا جائے۔ Power theft کو روکنے کی کوشش کی جارہی ہے اور پچھلے ڈیڑھ سال میں اس میں خاطرخواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں لیکن ابھی satisfactory نہیں ہے۔

اسی طرح capacity payments کے چنگل سے نکلنے کے لیے جو پرانے plants تھے، ان کو buy back کرنے کی یا ان سے renegotiate کرنے کے حوالے سے efforts ہوئیں اور پچھلے چھ مہینوں میں درجنوں plants ہیں جن کے ساتھ وہ renegotiate ہوا اور اس کو انہوں نے voluntarily چھوڑ دیا۔ ابھی بھی کافی سارے ایسے plants جو نئے لگے ہوئے ہیں، ان کے ابھی دورانیے زیادہ ہیں، ان کے ساتھ مسئلہ ہے۔

قصہ یہ ہے کہ وہ بجلی کیسے استعمال ہو؟ اب Captive Power Plants کے ہوتے ہوئے یہ خیال تھا کیونکہ یہ major industrial use ہے اور 387 plants ایسے ہیں جو کہ بڑی industry کو اپنی بجلی پیدا کرکے supply کرتے ہیں لیکن گیس قومی دھارے سے نکلتی ہے۔ اس لیے IMF نے کہا کہ آپ اپنی governance and financial discipline کو بہتر کرنے کے لیے ان کی گیس کو بند کر دیں۔ Textile industry and

اور انہوں نے کہا کہ some other industries have raised their hands ہم exports میں بھی حصہ ڈالتے ہیں، ٹھیک ہے کہ آپ کے یہ genuine concerns ہیں لیکن ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ تو stakeholders کے ساتھ بیٹھا گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ اب یہ 31 January 2025 کو بند نہیں ہوں گے جو کہ ہونے تھے بلکہ IMF سے renegotiate کرکے یہ طے کیا گیا کہ ان پر تھوڑی levy عائد کر دی جائے گی تا کہ وہ price differential ٹھیک ہوسکے اور اس کی وجہ سے شاید یہ اس طرف آجائیں کہ یہ grid سے بجلی لینا شروع کر دیں اور آہستہ آہستہ وہ grid پر shift کر جائیں۔ ہم اس کی وجہ سے grid کی بجلی کو اور نیچے لا رہے ہیں۔ اس کو rationalise کرنے کے لیے جو گیس کی price آتی تھی، اس میں Imported and local gas دونوں شامل ہیں، اٹھارہ مہینے کے اندر اس levy میں پانچ فیصد سے بیس فیصد تک کا اضافہ کیا جائے گا تا کہ وہ rationalize ہو جائے اور اس کی کوئی شکل نکل آئے۔

تو یہ صورت حال ہے۔ نہ تو یہ immediate shut down ہے اور نہ ہی یہ immediate imposition of levy ہے۔ اب محسن صاحب نے کہا کہ یہ پنجاب کے لیے اور ہے اور باقی صوبوں کے لیے اور ہے، this is a policy for whole of Pakistan جہاں پر well heads ہیں، ان کا ایک خاص distance ہے، ان kilo metres میں انہوں نے supply کی guarantee دی ہے لیکن پورے ملک کا price index ایک ہی ہوگا۔ پنجاب اگر باقی ملک کو گندم کھلاتا ہے تو باقی ملک پنجاب کو energy بھی فراہم کرتا ہے۔ ہم چار بھائی ہیں، ان میں سے کوئی تھوڑا کما کر لاتا ہے تو کوئی زیادہ کماتا ہے، وہ سب ایک pool میں جاتا ہے اور اسلام آباد کے بڑے گھر میں آتا ہے۔ سارے قرضے اسلام آباد کے ذمہ ہیں اور دوسرے چھوٹے بھائیوں کو ان کی آبادی کے مطابق share مل جاتا ہے جس کو آپ NFC کہتے ہیں اور وہ جا کر اپنا گھر چلاتے ہیں۔

اب ہم نے اس ملک کو اُسی scheme کے تحت چلانا ہے جس میں بجلی کی ایک قیمت ہونی چاہیے، گیس کی ایک قیمت ہونی چاہیے، petroleum کی ایک قیمت ہونی چاہیے۔ ہاں، جو petroleum میں دو چار روپے کا فرق ہے وہ carriage کا اور کرائے کا فرق ہے۔ یہ shut

down نہیں ہے اور ہم اس کو rationalize کر رہے ہیں۔ آپ نے اگلی بات کی کہ اسے کمیٹی کو بھیجا جائے۔ بالکل آپ کے پاس موقع آئے گا۔ یہ جو levy کا Bill ہے، it is going to be laid in the session and it would be referred to the Committee concerned. آپ وہاں پر جائیں اور اس کو discuss کریں کہ levy کتنی ہونی چاہیے، کب کب ہونی چاہیے، ہونی بھی چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ساری discussion وہاں پر ہو جائے گی۔

جناب! یہ اس کا ایک مختصر سا لیکن سارا جواب تھا۔ یہ Cabinet میں تین دفعہ discuss ہوا، ہمارے لیے shut down مشکل ہوتا اور اس کا پورا plan تیار تھا لیکن وزیر اعظم صاحب نے اس میں intervene کیا۔ انہوں نے اس کو خود renegotiate کیا۔ ان کی نگرانی میں وزیر خزانہ اور وزیر پٹرولیم نے successfully renegotiate کرکے اس shut down کو اٹھارہ ماہ کی levy کے Imposition پر کیا تاکہ اس عرصے میں ہم اپنا جو from the grid ہے، dedicated grids کا بھی idea ہے کہ industry کو بلا تعطل بجلی کی فراہمی special grid سے کی جائے اور اس کی قیمتیں نیچے لائی جائیں۔

جناب! یہ ایک combined effort ہے۔ یہ effort کسی ایک صوبے، کسی ایک sector of the industry, کسی ایک ضلع یا کسی ایک طبقہ کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ سارے پاکستان کے لیے ہے۔ It would be a uniformed policy. We hope کہ اللہ تعالیٰ ہماری معیشت کا پہیہ بہتر کرے۔ ہماری صنعت کا پہیہ چلے گا تو ملک چلے گا اور یہ ساری چیزیں اُس سے جڑی ہوئی ہیں۔ اس میں ہم نے پوری نیک نیتی سے کام کیا ہے۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ۔ توجہ دلاؤ نوٹس نمٹایا جاتا ہے۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

Points of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding i) meeting of IMF with Chief justice of Supreme Court; and ii) road closures due to protests in Balochistan

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! معیشت کا پہیہ چلانے کی بات ہو رہی ہے۔ IMF کا وفد پاکستان میں بیٹھا ہوا ہے اور پاکستان corruption میں دو درجہ ترقی کر گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کامران صاحب، آج ذرا مختصر بات کریں کیونکہ ہمارے ایک اہم برادر ملک کے صدر پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں، اس وجہ سے لوگوں کی دیگر مصروفیات بھی ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی جناب۔ دو سالوں میں ہم نے جو ترقی، بلکہ ایک سال میں۔ 2024 میں ہماری corruption میں ranking دو point بہتر ہوئی ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی، جو آئے ہوئے ہیں، ان کے مطابق ہم نے corruption میں increase کیا ہے اور دوسری طرف IMF کا وفد بھی پاکستان میں موجود ہے۔ ظاہر ہے وہ ساہُوکار ہے، اس نے آپ کو اور مجھے قرضہ دیا ہے اور وہ اس قرضے کی وجہ سے جا کر Chief Justice صاحب سے بھی ملاقات کر رہا ہے۔ جناب! میرے علم کے مطابق اور جو کچھ میں جانتا ہوں، اپنے executives بھی شاید اس طرح سے جا کر عدالتوں کے سربراہان اور عدالتوں کے جج صاحبان سے ملاقات نہیں کر سکتے لیکن باہر کا کوئی مالیاتی ادارے کا سربراہ آ کر ہمارے محترم Chief justice صاحب سے ملاقات کرے تو یہ ہماری ملکی اور عدالتی خود مختاری کے خلاف ہے۔ ہم یہ بار بار کہتے ہیں کہ عدالتیں آزاد ہیں، تو

ماشاء اللہ سے اب وہ اتنی آزاد ہو گئی ہیں کہ IMF کو ان سے ملاقات کرنی پڑتی ہے۔ تو ہم نے ایک سال میں، آٹھ فروری سے تیرہ فروری تک، کم از کم یہ ترقی تو ضرور کی ہے اور اس کی ایک development یہ ہے۔

جناب! دوسری development ہم نے یہ کی ہے کہ دو صوبوں میں امن وامان کی صورت حال تو بہت پہلے سے ہی خراب تھی اور اب تو آئے روز roads بھی بند ہوتی ہیں۔ ہم لوگوں

کی بچیاں، بہنیں اور بیٹیاں اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں دو صوبوں کی، بلکہ چلیں میں اپنے صوبے کی بات کر لیتا ہوں، تو اس صوبے کی سڑکیں کئی کئی دن تک بند رہتی ہیں۔ اس پر بھی کسی کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی ہے کہ وہ سڑکیں بند ہیں تو بند رہیں، راستہ کھلا ہے تو کھلا رہے۔ ان سڑکوں پر صرف مرد ہی سفر نہیں کرتے بلکہ ان سڑکوں پر خواتین بھی travel کرتی ہیں اور جب بھی۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ خاتون خیر خیریت سے بازیاب ہو گئی ہیں اور باقی معاملات بھی حل ہو گئے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جی، شکر الحمد للہ کہ وہ بازیاب ہو گئی ہیں لیکن اس کے بعد پھر کوئی اور نیا واقعہ ہو جائے گا۔ ہر روز ہماری سڑکیں بند ہو رہی ہیں لیکن بات یہ ہے وہ اغوا کیوں ہوئی؟ اور جب وہ اغوا ہوئی تو اتنے دن تک اُس کو بازیاب کیوں نہیں کروایا جا سکا؟

یہ ایسے سوالات ہیں جو امن و امان سے متعلق ہیں، یہ ایسے سوالات ہیں جو آپ کے آنے جانے سے متعلق ہیں جس کی وجہ سے بلوچستان کی شاہراہیں کئی کئی دن تک بند رہتی ہیں۔ یہ دو معاملات تھے کہ ہم نے سال 2024 میں corruption زیادہ شروع کر دی ہے اور اب 2025 شروع ہو گیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بلوچستان اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اس کی شاہراہیں کئی کئی دن تک بند رہتی ہیں۔ جناب! آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب ماشاء اللہ ملکہ رکھتے ہیں، یہ میری طرح پیشے کے اعتبار سے وکیل ہیں جب طنزیہ mood میں ہوں تو تیر خوب برساتے ہیں، ان کے تیر زہر میں بجھے ہوئے ہوتے ہیں لیکن میری طرح ہنستے رہتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے، زیادہ جوش میں نہیں آتے اور ابھی بھی ہنس رہے ہیں۔ آپ نے بات کی کہ چیف جسٹس کو وفد ملا ہے، وہ ججوں کو نہیں ملا۔ چیف جسٹس صاحب عدلیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے ان کے کچھ ایسے functions ہیں اور وہ پاکستان کی عدلیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے discharge کرتے ہیں۔ ان کے اپنے دو، تین programmes ہیں جس میں ایک Law and Justice Commission

کا extensive programme ہے جس میں legal reforms ہیں۔ جس میں Rule of Law کا ایک programme ہے جو کہ Law and Justice Commission چلاتا ہے جس میں Judicial System کے backlog کو دور کرنا ہوتا ہے۔ ان سارے projects کے لیے Economic Affairs Division (EAD) کے ذریعے حکومت پاکستان مختلف multilateral organizations سے grants or aid بھی لیتی ہے۔ انہی projects کے حوالے سے کچھ مہربانی ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ آج کل جس طرح سیاست کا معاملہ ہے، IMF کو اتنی چٹھیاں لکھی جاتی ہیں اور چیخ و پکار کی جاتی ہے کہ عدالتوں میں یہ ہو رہا ہے، فلاں ہو رہا ہے، آپ اس پر action لیں اور یہ بات on record ہے، میں کوئی زبانی بات نہیں کر رہا۔ ہمارے دوستوں کی طرف سے IMF کو لاتعداد خطوط بھیجے گئے ہیں اور بارہا بھیجے جاتے ہیں کہ آپ اس پر کچھ نہ کچھ تحرک کریں۔ اس background میں صرف چیف جسٹس صاحب سے as a Head of Institution time مانگا تھا کہ ہم کچھ امور پر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جس میں یہ سارے areas cover ہوئے۔ ایک خوشگوار ماحول میں ملاقات ہوئی، IMF کسی عدالتی مقدمے میں نہیں گیا اور نہ انہوں نے کوئی CM file کی ہے۔ ان کے کچھ اپنے agenda items ہیں کہ Rule of Law, Cases backlog and Governance کے لیے کیا بہتر کر سکتے ہیں، انہوں نے یہ عدلیہ کے سربراہ کے سامنے رکھا۔ چیف جسٹس صاحب نے جو Law and Justice Commission میں initiatives لئے ہوئے ہیں، اس کے بارے میں ان سے discuss کیا۔ Under the 26th Constitutional Amendment new scheme ہے، اس پر تبادلہ خیال ہوا کہ اس میں all exclusive ہے، اس میں Parliament کو بھی حصہ دیا گیا ہے، اس میں Judges بھی ہیں، اس میں Civil Society بھی ہے، Bar Bodies بھی ہیں۔ آج ترک صدر تشریف لائے ہوئے ہیں بلکہ ان کو ایوان کو خوش آمدید کہنا چاہیے، ترکیہ ہمارا ایک بڑا پیارا بھائی ہے جو ہمیشہ thick and thin میں پاکستان کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔

جناب! وہاں بیٹھے ہوئے بات ہو رہی تھی کہ ہمارے ہاں جو superior judiciary میں appointments ہیں، وہ ایک council کرتی ہے، that

Council is headed by Minister for Law and Justice اس میں کچھ retired judges بھی ہیں اور کچھ Parliamentarians بھی ہیں اور کچھ Civil Society کے لوگ ہیں اور کچھ Bar Bodies کے لوگ ہیں۔ یہ دنیا میں مختلف models ہیں۔ اس پر بھی بات ہوئی ہو گی لیکن نہ وہ کسی مقدمے کا وہاں پر پوچھنے گئے اور نہ ہی ان کا یہ domain ہے کہ Supreme Court کی dispensation of justice کے مقدمات کے merits ہیں، ان پر بات کریں بلکہ Law and Justice Commission کے Chairman کی حیثیت سے ,Chief Justice of Pakistan مجھ سے زیادہ آپ کو اور سینیٹر سید علی ظفر صاحب کو پتا ہے کہ Law and Justice Commission کی اندر ایک پوری Body ہے۔ انہوں نے اس مرتبہ جب اس کو reconstitute کیا تو انہوں نے Bar Councils and Parliament کو کہا ہے کہ آپ اپنے نمائندے مقرر کریں تاکہ عوام کے حصول انصاف کے اصل مسائل ہیں، اس میں بہتر لائی جائے۔ ہم سنتے ہیں کہ پاکستان کی عدلیہ نظام کی درجہ بندی ہے تو کبھی پاکستان کا عدالتی نظام 127 پر ہوتا ہے، کبھی 119 پر ہوتا ہے اور کبھی 132 پر ہوتا ہے تو اس حوالے سے ملاقات تھی۔

جناب! میں نے کہا کہ آپ کے سامنے وضاحت کر دوں، میں اس لیے Leader of the Opposition صاحب سے معذرت خواہ ہوں، جواب مانگا گیا تھا تو جواب پیش کر دیا گیا ہے۔ جناب! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی قائد حزب اختلاف سینیٹر سید شبلی فراز صاحب! آپ بات کریں۔

Senator Syed Shibli Faraz

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! آپ کا شکریہ۔ پہلے افسوس کی بات یہ ہے کہ اس وقت ایوان میں حاضری کافی کمزور ہے۔ حکومتی ارکان کے وزراء کا جہاں تک تعلق ہے، ان کے بارے میں کہا کہ ترکی کے صدر اردگان صاحب آئے ہوئے ہیں، اس لیے وہاں پر مصروف ہیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ممبران کا موجود نہ ہونا، یہ show کرتا ہے کہ حکومت کتنی دلچسپی رکھتی ہے۔ بہر حال یہ ان کی مرضی ہے۔ جناب! بات یہ ہے کہ فارسی کے ایک بہت بڑے شاعر بیدل ہیں، انہوں نے ایک

مصرع کہا تھا جو لگتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کی صورت حال پر ہمارے لیے لکھا تھا۔ ہم جب آزاد ہوئے اور اب تک کا سفر ہے، انہوں نے تین سطروں میں بیان کیا ہے بلکہ تین الفاظ میں بتایا ہے کہ،

شب رفت و سحر نشد شب آمد

ترجمہ : (رات گئی، صبح نہ ہوئی، رات آ گئی)

ہمارے ملک کی صورت حال بھی کچھ اسی طرح ہے، ہم سمجھتے تھے کہ ہم آزاد ہو گئے ہیں اور ہم یہاں پر اپنے مذہب، کلچر اور روایات کے مطابق اپنے اسلامی تمدن کے تحت زندگی گزاریں گے۔ ایک خوشحال پاکستان ہو گا جس میں انصاف بھی ہو گا جس میں لوگوں کو روزگار کے مواقع بھی ملیں گے اور ہر طرف امن ہو گا، لوگ اپنی جائیداد اور جانوں کو محفوظ سمجھیں گے۔ ہمارا سیاسی نظام جمہوریت پر مبنی ہو گا، ایک آئین ہو گا، ایک قانون کی حکمرانی ہو گی اور ہم اس طرح دنیا کے ممالک میں اپنی شناخت بنائیں گے۔

جناب ! ہم 1947 سے تاریخ شروع نہیں کرتے لیکن میں مختصراً یہ کہوں گا کہ قومیں اپنی غلطیوں سے سیکھتی ہیں، وہ اپنی کی ہوئی غلطیوں کو درست کرتی ہیں تاکہ جن غلطیوں نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے، اس کا تدارک ہو سکے اور ہم آئندہ وہ غلطیاں نہ کریں۔ بدقسمتی سے 1971 میں elections ہوئے، ہم اس وقت چھوٹے تھے اور ہمیں اتنا ضرور یاد ہے اور ہم نے تھوڑی بہت تاریخ پڑھی ہے جو election ہوا، اس کا جو بنیادی تنازعہ یہ تھا جس کو پاکستان کے عوام نے زیادہ mandate دیا تھا، ان کو حکومت نہیں دی گئی۔ اس مغربی پاکستان میں کچھ سیاسی پارٹیاں تھیں جو کہ آج بھی ایوان میں بیٹھی ہوئی ہیں، انہوں نے سہولت کاری کی جو پاکستان کے عوام نے ان کو mandate دیا تھا، وہ ان کو نہیں ملا اور نتیجتاً ملک دو لخت ہو گیا۔ آپ imagine کریں اور سوچیں کہ اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ رائے شماری ہو اور elections ہوں، اس میں ایک party majority لیتی ہے، ہم ان کا حق deny کرتے ہیں یعنی کہ پاکستان کے عوام کو deny کرتے ہیں۔ نمائندے پاکستانی عوام کی وجہ سے چنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ملک دو نیم ہو گیا اور ہمارے سر پر جوں تک نہیں رینگی اور اس متنازعہ انتخابات کے بعد اتنی بڑی غلطی اور اتنی بڑی قیمت ادا کرنے کے بعد ہم اپنے elections کو صاف اور شفاف طریقے سے نہیں کرا سکے۔

پچھلے سال 8 فروری کا الیکشن اس کی latest example تھی، جس کو ابھی کچھ ہی دن پہلے ایک سال پورا ہو گیا ہے۔ پہلے vote of no confidence کے ذریعے ایک elected government کو گرایا گیا۔ اس کے background کا بھی آپ کو معلوم ہے کہ سندھ ہاؤس میں نوٹوں کی مارکیٹ لگی ہوئی تھی۔ جس کے ذریعے no confidence motion پاس کرایا گیا۔ اس کے بعد جو بھی ہوا آپ نے دیکھا کہ یہ کہانی بہت پرانی ہے لیکن اب اس میں کچھ اور زیادہ شدت آ گئی ہے کہ پاکستان کبھی بھی free and fair election نہیں کرا سکا، نتیجتاً ملک میں مسلسل معاشی، سیاسی، سماجی عدم استحکام رہا۔ چونکہ جو بھی الیکشن ہوتا تھا جن کو ہرایا جاتا تھا وہ protest کرتے تھے اس طرح کی کہانی چلتی رہی۔ ہم نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا، نہ کوشش کی، بلکہ ہم نے کوشش یہ کی کہ کس طرح سے اس دھاندلی کے نظام کو مزید بہتر کیا جائے۔

اس کی پہلی مثال جب پی ڈی ایم کی حکومت آئی، پہلے دو قانون انہوں نے سکریپ کیے۔ پہلا قانون کہ ای وی ایم کو ہٹایا جائے۔ ای وی ایم چونکہ free and fair election ہماری حکومت کا ایک major initiative تھا، اس کو سبوتاژ کیا گیا، اس قانون کو ہٹایا گیا۔ الیکشن کو مسلسل اسی طرح سے دھاندلی زدہ کرنے کے لیے وہ سکریپ کیا گیا۔ یہ اعزاز پی ڈی ایم کی حکومت کو جاتا ہے۔ پھر دوسرا جو law سکریپ کیا گیا یہ ان کی پہلی legislation تھی کہ نیب کے قانون میں تبدیلی۔ کس طرح سے انہوں نے اپنے لوگوں کو protect کیا؟ کس طرح سے انہوں نے اس کو تراشہ کہ جس سے corruption, corruption ہی نہ رہے۔ جس سے جو لوگ corruption کے مرتکب ہوتے ہیں ان کو چھٹی مل گئی یعنی دوسرے لفظوں میں corruption کی وجہ سے اس law میں تبدیلیاں کی گئیں۔

دیکھیں بات یہ ہے کہ آپ کس نیت سے اور کن لوگوں کے لیے کام کرتے ہیں، آپ نے وہ قوانین اپنے لیے بنائے۔ آپ کے leaders تھے، پاکستان مسلم لیگ (نواز) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ پر corruption کے serious charges تھے جو کہ انہوں نے ایک دوسرے پر بنائے تھے۔ ہم نے نہیں بنائے اور جب اقتدار کی بات آئی اس میں یہ دونوں شامل ہو گئے۔ بھائی بھائی بن گئے، پہلے ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرتے تھے وہ آج بھائی بھائی بنے ہوئے ہیں لیکن بات یہ کہ بہن کون ہے بھئی۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید شبلی فراز: نہیں نہیں پارٹی لیڈر شپ کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی،.please, no cross talk

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ یہ ملک ہم سب کا ہے اور کسی ایک خاص طبقے کو جو کہ اشرافیہ ہے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس ملک کے پچیس کروڑ عوام کی زندگیوں سے کھیلے۔ ان کے مستقبل سے کھیلے، ان کی خوشحالی سے کھیلے، ان کی جانوں سے کھیلے، ان کی پراپرٹی سے کھیلے یہ حق ان کو کسی بھی صورت میں نہیں دیا جا سکتا چونکہ اگر یہ حق دے دیا جائے جو کہ خود انہوں نے اس وقت چھینا ہوا ہے تو معاشرہ chaos and anarchy کی طرف جاتا ہے۔

جو ادارہ الیکشن کرانے کا ذمہ دار ہوتا ہے الیکشن کمیشن آف پاکستان اس کا Article-224 کے تحت اگر آپ چیف الیکشن کمشنر کا حلف پڑھیں تو آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ یہ ان کی constitutional duty ہے کہ وہ free and fair elections کو ensure کرے۔ لیکن جب election commission ہی ایک فریق بن جائے تو پھر وہ وہی فیصلے کرے گا جس طرح اس نے ہماری پارٹی کا انتخابی نشان ہم سے واپس لیا۔ ہماری جتنی بھی petitions تھیں کتنی مشکلات ہمارے لیے create کی گئیں اور آج تک ہو رہی ہیں۔ ایسا biased اتنا compromised, election commission ہم نے اپنی تاریخ میں نہیں دیکھا تھا۔ الیکشنز لیٹ کرائے، Constitution کو subvert کیا گیا۔

یہ آئینی ذمہ داری تھی کہ جب اسمبلیاں dissolved ہو جاتی ہیں تو آپ کو 60 دن یا 90 دن کے اندر الیکشن کرانے ہوتے ہیں وہ بھی الیکشن کمیشن نے نہیں کیا اور وہاں سے ایک chain of events ہوا جس میں کہ election commission نے اس سے پہلے election act میں بھی تبدیلیاں کیں اور اس قسم کے قوانین ڈالے گئے۔ جب الیکشن ہو گیا، تمام تر مشکلات کھڑی کرنے کے باوجود لوگوں کو اٹھایا جانا، electoral symbol نہ دینا، مضحکہ خیز قسم کے انتخابی نشان دینا اس کے باوجود پاکستانی عوام نے جمہوریت کے ساتھ اپنی commitment کو نبھایا اور پاکستان تحریک انصاف کے حمایت یافتہ امیدوار کو ووٹ دیا۔ چونکہ مقصد تو پی ٹی آئی کے ورکرز کو روکنا تھا سارے حربے ناکام ہو گئے۔ لیڈر کو بھی جیل میں ڈال

دیا، تو پھر اس کا نتیجہ کیا نکلتا، چاہے election tribunals نےاس میں Election Commission of Pakistan biased نظر آیا، چاہے جتنی عذر داریاں تھی، جتنے بھی مسائل تھے اس میں main item یہی تھا کہ پاکستان تحریک انصاف کو کسی طریقے سے کوئی relief نہیں دینا ہے۔

اس کے علاوہ ایک مثال آپ کو دے دیتا ہوں کہ خیبر پختونخوا سے ہماری سینیٹر ثانیہ نشتر صاحبہ تھی اس نے 18 ستمبر کو استعفیٰ دیا ہوا ہے وہ آج تک منظور نہیں ہوا۔ سینیٹر محمد قاسم صاحب جس کا بلوچستان سے تعلق تھا اس نے ایک ہفتہ یا ایک مہینہ پہلے استعفیٰ دیا وہ منظور بھی ہو گیا، وہ فوراً seat بھی vacant ہو گئی اور notification بھی ہو گیا لیکن وہ چونکہ خیبر پختونخوا سے تھی ان کو relief نہیں دینا۔ یہ کتنی افسوس کی بات ہے مجھے وزیر قانون صاحب بتائیں کہ وہ کس طرح سے justify کریں گے؟ ایک House of the Federation جس میں ایک صوبے کو deny کیا جا رہا ہے کہ اس کے سینیٹ کے الیکشن ہوں اور اس کے نمائندے سینیٹ میں آئیں تو خیبر پختونخوا کے عوام کیا سوچیں گے کہ یہ House of the Federation ہے یا یہ کچھ اور ہے۔ اس طرح کی جب چیزیں ہوں گی تو پھر اس سے مشکلات بڑھتی ہیں اور سوسائٹی تقسیم ہوتی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دیکھ لیں ابھی نماز کا بھی وقت ہے، عصر کی نماز کا وقت نکل رہا ہے اور باقی ممبران نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: نہیں نہیں دیکھیں، جناب چیئرمین صاحب! جو بات ہوئی تھی ہماری کہ 45 منٹ یا ایک گھنٹہ بات کریں یہ آپ نے کہا تھا کہ نہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے تو مذاقاً بات کی تھی۔

سینیٹر سید شبلی فراز: مذاقاً تھی وہ۔اس طرح کی اس پر مذاقاً باتیں نہیں ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: دیکھیں جناب! میں important issues raise کر رہا ہوں کہ بات یہ ہوتی ہے کہ جب elections free and fair نہ ہوں تو غیر نمائندہ لوگ ایوانوں

میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کی moral حیثیت نہیں ہوتی۔ ان کے پاس وہ اخلاقی جواز نہیں ہوتا کہ وہ حکومت کر سکیں، وہ ایسے قوانین بنائیں گے جس سے عوام کا کوئی تعلق نہیں ہے

وہ صرف اپنی power consolidate کرنے کے لیے قوانین بنائیں گے۔ جس طرح کہ آپ نے دیکھا کہ جو laws pass ہوئے جس میں Peaceful Assembly and Public Order Act کو لے لیں، 26ویں آئینی ترمیم کو لے لیں، پھر PECA Laws کو دیکھ لیں، یعنی بنیادی طور پر یہ قوانین عوام کے لیے نہیں ہیں، یہ حکومت کو غیر آئینی powers دینا، جسے کہ آئینی لبادہ اوڑھ دیا جاتا ہے اور اس کے نتائج ہم دیکھ رہے ہیں۔ ان تمام مسائل کی جڑ یہ ہے کہ اس ملک میں کبھی free and fair elections نہیں ہوئے ہیں۔ آپ ہمارے ہمسایہ ممالک کو دیکھ لیں۔ کیا وہاں کبھی بھی political instability آئی ہے؟ وہ ہم سے تعداد میں چار گنا زیادہ ہیں، ان کا علاقہ ہم سے بہت بڑا ہے، ہر قسم کا مذہب اور اقوام وہاں پر ہیں، وہاں ایسا کیوں نہیں ہوا، وہ کیوں ترقی کر رہے ہیں، ہم کیوں آج زوال پذیر ہیں۔ کیوں ہمارے لوگ ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

جناب آپ آج کا اخبار دیکھ لیں، یہ میری بات نہیں ہے۔ نیب کے چیئرمین لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) نذیر بٹ کا بیان ہے، اس میں لکھا ہے کہ پاکستان سے پچیس ہزار لوگ flight of capital دوسرے ممالک میں شہریت لینے کے لیے یہاں سے چلے گئے ہیں۔ ویسے تو آپ کو ایک لاکھ ڈالر میں nationality نہیں ملتی ہے لیکن اگر ایک لاکھ ڈالر کے حساب سے بھی لگائیں تو یہ چالیس ارب ڈالر بنتے ہیں جو ملک چھوڑ چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ brain drain بھی ہوا ہے، میں انہی کے اس بیان سے یہ اخذ کرتا ہوں کہ اگر لوگ ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں تو کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اگر یہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں تو پھر لوگ کیوں یہ ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ وہ لوگ جو دوسرے ممالک کی nationality لینے کے لیے جا رہے ہیں، پھر ایک حقیقی پاکستان ہے جو کہ غرباء کا ہے۔ ان نوجوانوں کا جو اس ملک میں اپنا مستقبل نہیں دیکھ رہے ہیں، وہ بے چارے کشتیوں میں ڈوب جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! کون اپنے ملک کو چھوڑنا چاہے گا، جب اسے یہاں پر ساری چیزیں میسر ہوں، چیزیں کیا میسر ہوں، قانون کی حکمرانی ہو، human rights کی respect ہو، freedom of speech, implementation of

ہوں۔ contracts, proprietary rights, کیوں کوئی اس ملک میں investment کرے گا؟ جب کہ آپ کے اپنے لوگ یہ ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ ایک ایک، دو دو ارب ڈالرز کے لیے خیرات مانگ رہے ہیں، آپ اسے کوئی بھی نام دے دیں، banking or finance کا لیکن ہے وہ خیرات، آپ [***][1] بھیک مانگ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ [***] کا لفظ مناسب نہیں ہے، اسے expunge کرتے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: آپ کی جو مرضی ہے جناب آپ وہ کریں۔ چالیس ارب ڈالر تو بہت کم ہیں، اب ایسے حالات میں اگر ہم کہیں کہ سب اچھا ہے، کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے، ملک میں خوش حالی ہے، ملک میں بہت ہی اچھا ماحول ہے۔ پاکستان کے لوگ باہر جا رہے ہیں تو یہاں invest کون کرے گا، باہر کے لوگ یہاں پر کیوں آئیں گے؟ PIA کی privatization اور اسلام آباد ائیر پورٹ کی out sourcing میں آپ نے دیکھ لیا، آپ کو ایک گاہک ملا۔ میرے والد صاحب کا ایک شعر ہے کہ:

ملا تھا ایک ہی گاہک، سو ہم بھی کیا کرتے
سو خود کو بیچ دیا بے حساب سستے میں

اب جب آپ کے ملک میں کوئی کسی بھی ادارے کو خریدنا نہیں چاہتا ہے، National Airline کے لیے ایک گاہک آتا ہے وہ بھی property dealing میں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ مختصر کریں، باقی اراکین نے بھی بات کرنی ہے، سب کا بات کرنے کا right بنتا ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب مجھے پانچ منٹ اور دے دیں، میں مختصر کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دو منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: پانچ منٹ جناب۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ جس طرح سے عدالتوں میں مقدمات چل رہے ہیں اور PTI کے لوگ جیلوں میں ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں کبھی بھی اتنے سیاسی قیدی نہیں تھے جتنے کہ آج ہیں اور اس کا اعزاز اس حکومت کو جاتا ہے۔ ان کی سب سے بڑی جمہوریت کے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ PTI کے جتنے زیادہ لوگ جیلوں میں ڈال دیے ہیں کہ

---

[1] *[Words expunged as ordered by the Chairman]*

اب جیلوں میں جگہ ہی نہیں خالی بچی ہے۔ اسی طرح سے ہمیں due process of law نہیں مل رہا، ہمارے cases نہیں لگتے ہیں، ہمیں ضمانتیں نہیں دی جاتیں۔ ہمارے لیڈر کو سیاسی مقدمات قائم کرکے جیل میں رکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! اس طرح کے حالات میں political stability نہیں آسکتی ہے۔ یہ ملک کے لیے زہر قاتل ہے اور جب آپ جبر سے چیزوں کو نافذ کریں گے تو پھر لوگ کیوں یہاں رہیں گے۔ یہ figures نیب کے ادارے نے دیے ہیں اس لیے آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ opposition کے دیے ہوئے figures ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ایسے حالات پیدا کر دیے گئے ہیں کہ جس سے یہ ملک نہیں چل سکتا، آپ کی economy زوال پذیر ہے، آپ لاکھ کہیں کہ inflation کم ہو گئی ہے۔ پچھلے دو ہفتوں میں، 17 جنوری سے 28 جنوری تک جو private businessmen ہیں انہوں نے قرضے کے 440 ارب روپے بنکوں کو واپس کیے ہیں کیونکہ کاروبار ہی نہیں ہے۔ آپ کے large scale manufacturing and agriculture sectors میں negative growth ہے۔ آپ کے foreign exchange reserves window dressing ہے، وہ پیسے آپ کے نہیں ہیں، اس میں سے آدھے پیسے deposits ہیں جو کہ ہمارے دوست ممالک نے ہمیں دیے ہیں اور یہ کیوں ہیں۔ کیونکہ ہم پہلی مرتبہ ایسی unprecedented چیز دیکھ رہے ہیں کہ IMF والے Chief Justice صاحب سے بھی مل رہے ہیں، خبر چل رہی تھی کہ وہ Bar Associations اور وکلاء سے بھی مل رہے ہیں اور اسی طرح سے Election Commission کو بھی مل رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے ملک کو کیوں اس سطح پر پہنچا دیا ہے کہ اب ہمیں جو پیسے دے رہا ہے وہ ہماری ایک ایک جیب کو ٹٹول رہا ہے اور چونکہ ہمارے پاس چھپانے کو بہت کچھ ہے اس لیے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ عدالتوں کی جو situation بنی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ جناب۔ مغرب کی نماز کا وقت ہونے والا ہے۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب دو منٹ دے دیں۔ آپ نے جس طرح سے ملک کو جس سطح پر پہنچا دیا ہے اس سے ملک، غرباء، خواتین اور نوجوانوں کا مستقبل تاریک نظر آ رہا ہے۔ خواتین پر جو ظلم

ہوئے ہیں اس کا جواب موجودہ حکومت کو دینا ہوگا، چونکہ سیاست میں یہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں، عوام کے دلوں میں گھر نہیں کر سکے، ان کے پاس اخلاقی قوت اور public support نہیں ہے، ان کی سیاست ختم ہو گئی ہے لیکن یہ بضد ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت مہربانی۔ اس سے پہلے کہ حکومت کی طرف سے آپ کو جواب ملے، آپ کا بہت شکریہ۔ جی سرمد علی صاحب۔

سینیٹر سرمد علی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ، مجھے صرف دو منٹ دے دیں میں اپنی بات ختم کرلوں گا۔ ابڑو صاحب ہمیں بھی بات کر لینے دیا کریں۔

(اس موقع پر سینیٹر سیف اللہ ابڑو نے ایوان میں کورم کی نشان دہی کی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، نہیں، اس طرح نہیں ہو گا۔ آپ خود بات کر لیتے ہیں اور پھر counting کرتے ہیں، یہ کیا طریقہ ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: گنتی کروائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اراکین کی گنتی کروائی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شبلی صاحب آپ نے ایسا ہی کرنا تھا کہ اپنی تقریر مکمل کر کے counting کروانی تھی۔ ٹھیک ہے۔ دو تین مرتبہ bells بجوادیں۔ بس گھبرانا نہیں ہے۔ ہماری House Advisory Committee میں یہ بات ہوئی تھی کہ اجلاس چلانا ہے۔ اراکین آ گئے ہیں، ابھی counting کروائیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سب اپنی seats پر بیٹھیں۔ The House is in quorum. جی اعظم نذیر تارڑ صاحب آپ بولیں۔

<u>Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice</u>

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون و انصاف): جناب چیئرمین! یہاں پر ہمیشہ انتخابات پر بات کی جاتی ہے۔ Election Act پر بھی بات ہوئی ہے۔ پورے ملک نے دیکھا کہ جس طرح Election Act کو bulldoze کرکے Joint Session میں ترامیم کی گئیں

اور اس کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کی گئی۔ وہ Election Act جو کہ 113 meetings کے بعد final ہوا تھا اور جس میں dissenting vote zero آیا تھا۔ I am stating at the floor of the House کہ PDM کی حکومت نے Election Act کو اسی صورت میں بحال کیا تھا جس صورت میں 2017 میں پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ مجلس عمل اور پاکستان تحریک انصاف نے مل کر بنایا تھا۔ کہا گیا کہ tribunals کا حلیہ بگاڑ دیا گیا۔ Tribunals میں sitting and retired Judges کی provision since ages تھیں جو Representation of People Act, 1976 تھا اس سے لے کر آج تک حاضر سروس اور ریٹائرڈ جج ہوتے تھے۔ ایک Amendment introduce ہوئی، جب وہ package جا رہا تھا تو اس میں کہا گیا کہ retired کو ہٹا دیا جائے۔ وہ تو ہٹ گئے لیکن اس Act میں چھ مہینوں کا وقت دیا گیا تھا کہ چھ ماہ میں petitions ہوں۔ پھر چھ ماہ مزید دیے جائیں۔ اس سکیم کو سامنے رکھتے ہوئے ریٹائرڈ جج اس لیے دیے کہ وہ dedicated tribunals ہوتے ہیں۔ اب یہ وہاں پر پیش نہیں ہوتے۔ حاضر سروس اور ریٹائرڈ ججوں نے مل کر اس مرتبہ ایک سال کے اندر 35 فیصد انتخابی عذرداریوں کا فیصلہ کیا ہے۔ میں بڑی معذرت سے یہ کہوں گا کیونکہ یہ میرا منصب نہیں ہے کہ خیبر پختونخوا میں جہاں پر انہوں نے الیکشن میں جھرلو پھیر کر سیٹیں جیتی ہیں وہاں پر انتخابی عذرداریوں میں تاریخیں لیتے ہیں اور ان کے فیصلے نہیں ہوئے۔ بلوچستان اور پنجاب میں فیصلے ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شبلی فراز صاحب! منسٹر صاحب کو سنیں۔ No cross questions. Order in the House. جی، اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: قومی اسمبلی میں Leader of the Opposition عمر ایوب صاحب اس کے خلاف درخواستیں دے کر re-counting کو رکوا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! کہا گیا کہ NAB Law کا حلیہ بدلا گیا۔ NAB Law اس شکل میں ایک oppressive law تھا۔ جنرل مشرف کے دور میں اور اس کے بعد کے ادوار میں اس کو political engineering کے لیے استعمال کیا گیا۔ عمران خان کی حکومت میں اس کو ظالمانہ

انداز میں سیاسی لوگوں کے خلاف استعمال کیا گیا۔ کون ایسا شخص ہے جس پر نیب نے اس وقت حملہ نہیں کیا اور اس کو پابند سلاسل نہیں بنایا۔ کون ایسا شخص ہے جس کی سزا ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ میں بحال رہی ہے۔ NAB Act میں جو ترامیم ہوئیں وہ پارلیمان کا اختیار تھا۔ عمران خان صاحب دودھ کے دھلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان ترامیم کو challenge کیا اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ ہم نے اپنے فائدے کے لیے کیے ہیں۔ میں on the floor of the House پھر کہوں گا کہ میں شریف فیملی کے کیسوں میں پیش ہوتا رہا ہوں انہوں نے درخواستیں لکھ کر کہا ہم پرانے اور un-amended law کے تحت اپنا کیس argue کریں گے۔ میں وزارت سے باہر تھا اور Caretaker Government کا دور تھا۔ میاں محمد نواز شریف کی آخری اپیل میں نے اور امجد پرویز نے دائر کی۔ ہم نے عدالت سے کہا کہ ہمارے کیس پر آپ un-amended اور پرانے قانون کے مطابق فیصلہ کریں۔ آپ طرفہ تماشا دیکھیں۔ ادھر عدالت میں NAB Act کو challenge کیا ہوا ہے اور پھر اس کے فیصلے کے خلاف اپیل کی ہے جس میں عمران خان صاحب پارٹی ہیں۔ علی ظفر صاحب تو چلے گئے ہیں۔ احتساب عدالت اور اسلام آباد ہائی کورٹ میں درخواست پر درخواست ہے۔ نئے قانون کے مطابق یہ جرم نہیں بنتا۔ واہ جی واہ۔ بڑی اچھی دو رُخی ہے۔ یہی ہونی چاہیے۔ ایک طرف آپ گالیاں دیں اور دوسری طرف آپ معافی بھی مانگ لیں۔ جناب چیئرمین! یہ نہیں چلے گا۔ ایک رُخی، یعنی پورا موم ہو جا یا پورا سنگ ہو جا۔ یک رنگ ہو جا۔ یہ نہیں چلے گا کہ NAB amendments challenge کی ہوئی ہیں۔ جب خود پکڑے گئے ہیں تو پھر روز درخواستیں۔ یہ ایک عدالت میں نہیں۔ یہ تینوں کیسوں میں احتساب عدالتوں میں بھی، ہائی کورٹس میں بھی، ضمانتیں لیتے ہوئے بھی اور اپیلیں دائر کرتے ہوئے بھی کرتے رہتے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: EVM کا بھی بتادیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: EVM کا بھی بالکل بتاتا ہوں۔ اس ایوان میں اور Standing Committee میں۔۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سُنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، آپ continue کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میری ایک تجویز ہوگی اور باقی دوستوں نے بھی کہا ہے۔ آج ترکیہ کے صدر اور پاکستان کے دوست جناب رجب طیب اردگان صاحب پاکستان تشریف لائے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم ان کو پورے ہاؤس کی جانب سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! ابھی ایوان صدر میں ایک عشائیہ ہے۔ آپ نے بھی اور کچھ اور ساتھیوں نے بھی وہ attend کرنا ہے۔ جناب چیئرمین! میری استدعا ہوگی کہ باقی proceeding کل صبح پر لے جائیں۔ کل صبح کارروائی وہیں سے دوبارہ شروع کریں۔ کل صبح میں حاضر ہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کل صبح ٹھیک ہے۔ یہ ایوان 14فروری 2025 بروز جمعہ صبح ساڑھے دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ محسن صاحب! بس گھبرانا نہیں۔

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 14th of February, 2025 at 10:30 a.*m.]*